# تاج الشریعہ کا لقب کس کا؟

www.jannatikaun.com

# ”تاج الشریعہ“ لقب کس کا؟

از: مفتی مقصود عالم صاحب قبلہ، کرناٹک، ہند

**السوال:** قرآن شریف اور حدیث شریف اہل سنت و جماعت جامعہ نظامیہ آرگنائزیشن گروپ حیدرآباد کا نیٹ ورک ہے جو جامعہ نظامیہ کے تحت اور ان کے نام سے منسوب ہے اس کا بیان ہے کہ ”تاج الشریعہ“ کا اطلاق حضور ﷺ کیلئے جائز ہے اور وہ ہی اس اصطلاح کے اطلاق کے مستحق ہیں اس کے علاوہ کسی کیلئے اس کا استعمال جائز نہیں بلکہ حرام ہے یہ اعتراض اس نے نیٹ اور واٹس ایپ پر چھوڑا ہے۔ بلاری، کرناٹک کے حافظ احمد اشہر نظامی نے اس کا پمفلیٹ بنا کر اس کو واٹس ایپ پر شائع کیا ہے اور حضور تاج الشریعہ کو نشانہ تنقید بنایا ہے از روئے شریعت بتایا جائے کہ قائل کا قول کس حد تک صحیح ہے! مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: غلامان تاج الشریعہ، بلہاری، کرناٹک، الھند



**الجواب:** لغت میں تاج شاہی ٹوپی کو کہتے ہیں جیسا کہ لغات میں ہے: شاہی ٹوپی (کشوری)

تاج: ع۔ مذکر شاہی ٹوپی (فیروز)

تاج: تاج (المنجد)

تاج: ج۔ تیجان۔ تاج۔ سہرا (القاموس الجدید)

شریعت کا معنیٰ لغوی ہے طریقہ راستہ جیسا کہ لغات میں ہے:

شریعت: قانون ضابطہ اسلامی احکام کا مجموعہ راہ خداوندی صاف وکشادہ راستہ (القاموس الجدید)

شریعت: دینی قانون (فیروز)

الشرع: مذہبی قانون، شریعت

الشریعت: اسلامی قانون خدائی احکام (المنجد)

لفظی معنی ہوگا شریعت کی ٹوپی، قانون کی ٹوپی یا راستہ کی ٹوپی اور یہ معنی کرنا یا مراد لینا درست نہیں۔ چونکہ شریعت ظرف ہے مظروف نہیں، صفت ہے موصوف نہیں، حال ہے محل، نہیں واضح ہوگیا کہ تاج کا حقیقی معنی مراد لینا مجبور و ناحق اور غلط ہے۔ جہاں ایسا ہوتا ہے وہاں قاعدہ یہ ہے کہ معنیٔ مجازی مراد لیا جائے۔ جیسا کہ اصول الشاشی میں ہے:

"ہر وہ لفظ جس کو واضع لغت نے شیٔ معین کیلئے وضع کیا ہو، اسی معنی میں مستعمل ہے تو اس کو "حقیقت" کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں استعمال ہے تو وہ "مجاز" ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حقیقی معنی متعذر رہے تو وہاں مجاز ہوتا ہے۔ معنیٔ حقیقی مجبور ہے تو مجاز کا معنی ماخوذ ہوتا ہے۔ مستعملہ میں کئی صورتیں ہیں مثلاً: اس کیلئے مجاز متعارف ہے یا نہیں ہے۔ اول صورت میں حقیقی معنی پر عمل کرنا بھی ممکن ہے یا نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو کلام لغو ہوگا۔ جہاں حقیقی معنی مراد لینا ناممکن ہے تو وہاں بھی مراد مجاز ہوتا ہے۔ (اصول الشاشی فصل فی الحقیقت و المجاز)

جب اس سے واقفیت ہوگئی تو "تاج الشریعہ" کے لفظ پر غور کر لیا جائے۔ حقیقی معنی مراد لینا تاج کا اس مقام پر ناممکن ہے، چونکہ واضع نے لفظ تاج کو سر پر پہننے والے ایک مخصوص شکل و صورت کی چیز کیلئے مختص کیا ہے۔ جس کا اطلاق یہاں محال ہے۔ ضابطہ کے مطابق معنیٔ مجازی متعین ہوگا۔ اس وقت تاج کا معنی **مجازی والتزامی** ہوگا: صاحب، محافظ، عامل، تو عبارت ہوگی: صاحب الشریعت، محافظ الشریعت، عامل بالشریعت، مبلغ بالشریعت، ناشر بالشریعت، حامی الشریعت۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تاج کا معنیٔ **مجازی والتزامی** لیا جائے: امام، مقتدا،

قدوہ، امیر، قائد، مخدوم اور مضاف الیہ مضاف محذوف مانا جائے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب مضاف یا مضاف الیہ یا مضاف الیہ مضاف کے حذف پر قرائن موجود ہوں تو وہاں اس کا حذف کرنا جائز ہے مثلاً:

اما بعد یہاں مضاف الیہ محذوف ہے۔

جیسے یا اللہ جو درحقیقت یا فضل اللہ یا یا رحمۃ اللہ ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہے

فی الصلواتہ یعنی فی بیان الصلواتہ ہے۔

کتاب الطھارۃ دراصل ھذا الکتاب فی بیان مسئلۃ الطھارۃ یہاں مضاف اور مضاف الیہ مضاف دونوں محذوف ہیں۔

"تاج الشریعہ" میں تاج کی اضافت شریعت کی جانب اس بات کی متقاضی ہے کہ یہاں مضاف الیہ مضاف محذوف ہے اور اس وقت تقدیری عبارت ہوگی: امام لاھل الشریعت، مقتداء لاھل الشریعت، مخدوم لاھل الشریعت، امیر لاھل الشریعت، قدوۃ لاھل الشریعت، قائد لاھل الشریعت وغیرہ وغیرہ اور دونوں معنی کثرت سے مستعمل ہیں۔

"تاج الشریعہ" کی اصطلاح اپنے دونوں معنی کے اعتبار سے سرور کائنات، فخر موجودات، سید الکونین، صاحب قاب قوسین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات مقدسہ صفات ستودہ کیلئے خاص نہیں ہے، نہ ہی عرفاً خاص ہے نہ اصطلاحاً خاص ہے اور نہ ہی شرعاً خاص ہے اور لفظی و اضافت حقیقی کے اعتبار سے حقیقی معنی لینا کہیں بھی درست نہیں ہے۔ نہ رسول اللہ ﷺ پر اس کا اطلاق صحیح ہوگا، نہ ہی نائبین و مشائخین رحمت عالم ﷺ پر درست ہوگا۔ تو اس سے مجازی معنی مراد لینا متعین ہو جاتا ہے اور اسی سے ثابت ہوگیا کہ اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوگا جو اس کا متحمل ہے، یعنی شریعت پر جس کا عمل کامل ہے، جہاں طبیعت کا کوئی دخل عمل نہیں ہوتا ہے، شریعت کی اشاعت و ترویج

میں جو حیات کا پل پل گزار دے، شریعت جس کی زندگی کی شناخت بن جائے اس پر اس کا اطلاق جائز و درست ہے عام لوگوں پر اس کا حمل مبنی بر کذب ہونے کی بنیاد پر ناجائز و حرام ہوگا۔

اس تحقیق کی ضیا بار کرنوں میں جامعہ نظامیہ آرگنائزیشن سے منسلک افراد و اشخاص و دیگر معترضین زمانہ اپنا محاسبہ کرلیں جو یہ کہتے ہیں کہ اصطلاح "تاج الشریعہ" کا حمل آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، مقصود کائنات، اصل موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اور خاتم پیغمبراں، سیاح لا مکاں، سید انس و جاں، بنیاد این و آں صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا پر اطلاق ناجائز و حرام ہے۔

انصاف پسند ارباب بصیرت، اھل فکر و نظر، مالک عقل و خرد، اصحاب بینا و دانا اور آشنائے علم و فن کہنے پر مجبور ہونگے کہ اس نظریات کے حامل اور اس اعتراض کے فاعل جاہل مطلق، پاگل اعظم، عقل و خرد سے نابلد، یتیم العلم والادب معلوم ہوتے ہیں۔ اگر علم سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو اس طرح سے جہالت محضہ اور حماقت مطلقہ کا ثبوت نہ دیتے۔ عام کو خاص بتانا ہی ظلم اور شریعت پر زیادتی تھی، حرام کہہ کر تحریف شرعی یعنی جائز کو ناجائز اور حلال کو حرام بتانے کا جرم عظیم کیا ہے اور فعل حرام کے مرتکبین میں داخل ہیں۔ ان تمام لوگوں پر ان افعال قبیحہ، حرکات شنیعہ کے ارتکاب کے باعث توبہ لازم ہے۔



مبالغہ: مبالغہ کے طور پر بھی ایسے اصطلاحات کا حمل ہوتا ہے۔ عرف عام میں اس کے استعمال کی کثرت ہے۔ کہتے ہیں یہ عالم نہیں علم ہے، عاشق نہیں عشق ہے، عادل نہیں عدل ہے، چائے نہیں آگ ہے، کپڑا نہیں ملائی ہے۔ اسی طرح بلبل، شیر، تلوار، ہرن، کویل، پپیہا وغیرہ وغیرہ عام بول چال میں مستعمل ہے۔ روزمرہ کی گفتگو میں ایسے کلمات سننے کو ملتے ہیں جو بدیہی ہے۔ اس کا استعمال وہاں کیا جاتا ہے جو اس کے مصداق ہوتے ہی ہر جگہ نہیں۔ ہر جگہ اطلاق کرنا عرف کے خلاف ہے جو درست و صحیح نہیں ہے جیسا کہ لوگ آج کر رہے ہیں۔

عرف حجت شرعیہ ہے اس کا مقام وہی ہے جو نص کا ہے۔جس طرح نص سے وجوب وعدم وجوب کا حکم ثابت ہوتا ہے اسی طرح عرف سے بھی ثابت ہوتا ہے (المبسوط۔فقہ الاسلامی وادلہ)

جب ثابت ہوگیا کہ باعتبار مبالغہ ان اصطلاحات کا حمل عام وتام ہے مثلاً خردونوش میں نمکینیت کی زیادتی کے باعث کہہ دیتے ہیں کہ یہ کھانا نہیں بلکہ "نمک" ہے،عدل وانصاف کا جو لوگ زیادہ خیال رکھتے ہیں اور کامل پاسداری کرتے ہیں ان کے بارے میں کلام کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص "عدل" ہے،اگر کسی میں نفاست وپاکیزگی اور چمک دمک دیکھتے ہیں تو انہیں "بلبل" سے تعبیر کردیتے ہیں،ہمت وشجاعت کے ملکہ کا نظارہ کرتے ہیں تو اس کو "شیر" کہتے ہیں، چائے میں حرارت کا مقدار بہت پایا جاتا ہے تو اس کو "آگ" بول دیتے ہیں،معلوم ہوا کہ جس چیز کی کثرت ہوتی ہے اس کا ہی اطلاق کردیتے ہیں۔عرفاً،اصطلاحاً یہ عادت جاری وساری ہے کسی محقق و مفکر،نقاد وتبصرہ نگار،علم وفن کے کوہ ہمالہ،اصحاب جرح وتعدیل اور اہل قیل وقال نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا،نہ اس کی نکیر کی۔جس سے بھی اس کے استعمال کا جواز اظہر من الشمس ہے۔

اسی طرح جو حضرات اشاعت دین کا حق ادا کرتے ہیں کامل طور پر تابع شریعت ہوتے ہیں۔علوم وفنون میں بھی ماہر ہوتے ہیں،لسانیات،جمالیات،اصولیات،فروعیات،اعتقادات، معاملات کا ادراک تامہ رکھتے ہیں،فقہ وافتاء کے زلف برہم سنوارنے میں دسترس ہوتی ہے،بطور مبالغہ ان پر برہان الشریعت،نظام الدین،معین الدین،سلطان الشریعت،محی الدین،سیف اللہ، اسد اللہ،نور الھدی،عماد الدین وغیرہ وغیرہ کا استعمال کردیتے ہیں اور ایسا کرنا جائز ودرست ہے۔

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

دین است حسین (حسین دین ہے) دیں پناہ است حسین (حسین دین کی پناہ گاہ ہے)

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شعر ہونے پر گرچہ اختلاف ہے،لیکن اس کی صحت پر کسی کا اختلاف نہیں،

مقبولیت بھی کافی ہے،شہرت کی بنیاد پر سلطان الھند کی طرح منسوب کرنا بھی درست ہے۔جامعہ نظامیہ آرگنائیزیشن اس آئینہ میں بھی اپنا چہرہ دیکھ لیں صداقت کا گلاب کھل اٹھے گا اورانہیں اپنی جہالت کا پتہ چل جائے گا۔جب یہ بات متحقق ہوگئی کہ نبیؑ کریم،رؤف رحیم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے ماسوا پر بھی اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا تو حضور ازھری میاں قدس سرہ پر اطلاق کیوں کرنا جائز وحرام ہوگا۔

جب حمل عام ہے تو جائزہ لیا جائے گا کہ اطلاق کا جو مصداق ہے وہ اس شان کا مالک ہے کہ نہیں اگر ہے تو صحیح ہے اس میں کسی کلام کی گنجائش نہیں اگر اس اصطلاح کا متحمل نہیں ہے تو تنقید واعتراض کا سبب بنے گا ورنہ نہیں ۔اس اجالے میں فقیہ ہند،شیخ اکبر،فخر اسلام،حکیم الامت،مسیح ملت،امام التقوی،قدوۃ النقوی،قطب العارفین،مدار السالکین،شمس المدرسین،قمر المحررین،نجم الادباء،نیر العقلاء،سراج المفکر،مصباح المدبر،سلطان اللوح والقلم،صاحب الجاہ والحشم،مالک تصنیف وتالیف،قابل تحسین وتعریف،نازش شعر وسخن،مخزن علم وفن،حسن وجمال کے منبع،زبان وبیان کے زھرا،قاضی القضاۃ فی الھند،وارث علوم امام احمد رضا،مظہر حجۃ الاسلام،جانشین مفتی اعظم عالم،تابش مفسر اعظم قرآن،امتیاز اہل سنت،سیرت وصورت کے پروت،بدر طریقت،تاج شریعت، شیخ الاسلام والمسلمین،حضرت علامہ فہامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب المعروف ازہری میاں بریلوی دامت برکاتھم القدسیہ اطال اللہ عمرہ مع الصحۃ والعافیۃ ہر اعتبار سے اصطلاحِ تاج الشریعہ کے اطلاق وحمل کے مصداق ہیں۔اس لئے تو اہل دانش،ارباب فکر ونظر،اصحاب بصیرت و بصارت، محققین زمن،ناقدین اہل سنن،مشائخین باریک بیں،علماء نکتہ داں نے اصطلاح تاج الشریعہ وتاج الاسلام کے لقب سے ملقب کیا۔ان علماء کرام ومفتیان عظام اور مشائخین ذوی الاحترام نے حضرت والا کو کامل طور پر اس خطاب کے لائق اور اس کا مستحق پایا۔

یقیناً "تاج الشریعہ" کا خطاب انہیں کے سر زیب دیتا ہے، خوب جچتا اور سجتا ہے، خدا کی قسم! یہ حق اپنے حقدار تک پہونچا ہے۔ اس دور میں آپ سے زیادہ بھاری بھر کم شخصیت دور دور تک دکھائی نہیں دیتی ہے، جو ہر زاویئے سے مخدوم الکل کی حیثیت رکھتی ہو۔ واضح رہے کہ حضور ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ پر اصطلاح تاج الشریعہ کا اطلاق عام ہونے کی صورت میں جائز و درست نہ ہو تو دوسرا کون ہوگا جو اس کا مصداق بن سکے۔ لامحالہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ عمومیت کے لحاظ سے موجودہ دور میں اس اصطلاح کے بہتر، عمدہ اور صحیح مصداق یہی ہیں۔ اس لفظ کا اطلاق اپنے معنیٔ موضوع لہ میں باعتبار مجاز برمحل اور مبنی بر صداقت ہے۔

معترض کا کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا پر اس کا اطلاق حرام ہے، گویا وہ لفظ "تاج الشریعہ" کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص مان رہا ہے، جس پر دلیل قائم کرنے اور اس کے صفت خاصہ ممیزہ اور حد فاصل پر برہان پیش کرنے کی ضرورت تھی، جو معترض نے نہیں کیا۔ اس کے دعویٰ کے بطلان کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ بکواس محض اور جہالت مطلقہ کے سوا ایسے دعویٰ کی حیثیت کچھ نہیں ہوتی ہے، بلکہ سرے سے اس کی اہمیت ہی نہیں ہوتی ہے۔ علمائے جامعہ نظامیہ کا اتنا بڑا دعویٰ کرنا اور دعویٰ کے اثبات میں حجت قائم نہ کرنا ان کی جہالت، حماقت، عصبیت، تنگ نظری، عقل و خرد سے عاری ہونے کی منہ بولتی تصویر ہے۔

بفرض محال نقاد زمن کی بات تسلیم کرلیجائے کہ "تاج الشریعہ" کا حمل ماسوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرام ہے تو نورالدین، شمس الدین، برہان الدین، صدرالدین، نجم الدین، قمرالدین، سیف الدین، حسام الدین، فخرالدین، عظیم الدین، قطب الدین، محی الدین، رکن الدین، تاج الدین، شہاالدین، نظام الدین، نعیم الدین، نقیم الدین، فریدالدین، وحیدالدین جیسے القابات و خطابات کا حرام ہونا بدرجۂ اتم لازم آئیگا۔ اسی پر بس نہیں فخر ملت، قمر ملت، نجم ملت، نجیب ملت، مقصود ملت، برھان ملت،

امین ملت، عزیز ملت، قائد ملت اس طرح کے اصطلاحات بھی حرام ہوں گے۔ بلکہ شیخ الاسلام، حجتہ الاسلام، فخر الاسلام، نجم الاسلام، نور الاسلام، فقیہ الاسلام، قوت الاسلام، مجاہد الاسلام، تنویر الاسلام، خطیب الاسلام وغیرہ وغیرہ جتنے خطابات والقابات، اس طرح کے ہیں سب کا استعمال حرام قرار پائے گا چونکہ معنی ومفہوم کے اعتبار سے ایک ہیں۔ بلکہ کچھ تو مزید عام ہیں حالانکہ ان اصطلاحات کا نام ولقب میں استعمال کثرت سے ہوا ہے۔

اول: جتنے لوگوں نے اطلاق کیا، جن جن لوگوں نے اس کی تائید کی، جن لوگوں پر حمل ہوا، جو لوگ لکھتے، پڑھتے، بیان کرتے رہے، جن لوگوں نے اس کو برقرار رکھا ہے سب کے سب فعل حرام کے مجرم قرار پائیں گے۔ جب کہ اول سے آخر اتنے لوگوں کا تسلسل کے ساتھ استعمال کرتے رہنا اس کے جواز کو ثابت کرتا ہے۔ جس سے مدعی کی حرمت کا دعویٰ باطل، لغو اور عبث قرار پاتا ہے، چونکہ بڑے بڑے اجلہ علماء، فقہاء، مشائخ اور مدبرین ومحققین کا اطلاق کرنا اور فعل حرام کا مرتکب ہونا عند العقل محال ہے۔ اس طرح بھی معترض کے قول کا صریح البطلان ہونا لازم ہو جاتا ہے اور اس کی جہالت، سفاہت، لغویات، فضولیات کو آشکارہ کر دیتا ہے۔ جس سے معترض کی علمی حقیقت و قابلیت اور اہمیت وحیثیت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

شریعت خاص اور دین عام ہے۔ شریعت، ملت، مذہب، اسلام، مشرب، فطرت اور ان جیسے اصطلاحات آپس میں ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں۔ لغوی وشرعی، عرفی واصطلاحی اعتبار سے اصلاً اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ اعتباری تفریق کو ملحوظ رکھا گیا ہے (لو لا الاعتبارات لبطل الحکمتہ کے تحت)۔ اس اعتبار سے دین عام ہے اور اس کے مقابلے میں دیگر مفردات خاص ہیں۔ جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"عن قتادة شرعته و منهاجا قال الدين واحد و الشريعة مختلفة" (عمدة القاری، ج

:۱/ص:۱۱۷) اس عبارت سے ثابت ہوا کہ دین عام اور شریعت خاص ہے۔

"والدین ہو وضع الٰہی سائق لذوی العقول باختیارہم المحمود الی الخیر بالذات ہو یشمل العقائد والاعمال ویطلق علی کل دین" (نور الانوار/ص:۳) اس عبارت سے بھی دین کا عام ہونا روشن ہے۔

"او صیناک یا محمد ایاہ دینا واحدا" (بخاری شریف/ج:۲/ص:۶) اس سے بھی معلوم ہوا کہ دین عام ہے۔

"قرطبی" میں ہے: "الشریعۃ والمنہاج دین محمد ﷺ" (القرطبی/ج:۶/ص:۱۳۷)

"والاسلام ہو الدین المخصوص لمحمد ﷺ" (قوت الاخیار شرح نور الانوار/ج:۱/ص:۳۶)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ دین عام ہے، شریعت اور ان جیسے اصطلات خاص ہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے: "الخاصتہ مایوجد فی شیٔ ولا یوجد فی غیرھا" (شرح جامی) جب خاص کا اطلاق ناجائز وحرام ہوگا تو عام کا اطلاق بدرجہ اتم حرام ہوگا اور اس طرح کے نام ولقب رکھنے والے، اس کا استعمال کرنے والے، اس کو برقرار رکھنے والے، اس کی تائید کرنے والے سب کے سب اول تا آخر فعل حرام کے مرتکب ہو کر مجرم قرار پائیں گے اور ثانی باطل ہے تو اول بھی باطل ہی رہے گا۔ ثانی کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے چونکہ عرف میں اس کا استعمال کثرت سے ہوا ہے اور آج تک اس کے حمل و استعمال پر کسی نے نکیر نہیں کیا ہے، نہ ہی کسی نے اس کے اطلاق پر تنقید کی ہے۔ کسی قسم کے کلام کا نہ ہونا عملی اعتبار سے اس کے اطلاق کے جواز کو ثابت کرتا ہے۔ جب عام کا حمل جائز ہے تو خاص کا حمل بھی جائز ہوگا۔

نجم، شمس، برھان، تاج، فخر ان مفردات وغیرہ وغیرہ کی اضافت دین کی جانب کرنا اور اس کا اطلاق نبی اکرم ﷺ کے ماسوا کی طرف ہونا جائز ہے تو بدرجہ اتم ان مفردات کی اضافت شریعت،

اسلام، ملت، مذہب، مسلک، مشرب، کی جانب کرنا اور ماسوا حضور ﷺ پر حمل کرنا بھی جائز و صحیح ہو گا۔ اس اطلاق کو وہی حرام کہے گا جو عقل کا اندھا اور جاہل مطلق ہو گا بلکہ عصبیت و تنگ نظری کا شکار ہو کر حرام کہنے والوں کا دماغ سڑ، گل کر خراب ہو چکا ہے۔ یہ اسی پاگل پن اور بینائی کی خرابی کا نتیجہ ہے کہ اس کو جائز ناجائز، صحیح غلط، حلال حرام، اور درست نادرست دکھائی دے رہا ہے اس کو چاہئے کہ اول اپنے دماغ اور اپنے اندھے پن کا علاج کرائے اور اپنی جہالت محضہ کو دور کرے۔ ان لوگوں کی اسی جہالت اور کور چشمی کا شاخسانہ ہے کہ اپنے ممدوح کو ہی بھوتری چھری سے قتل کر دیا ہے اور ان کو اس کا احساس تک نہیں ہوا ہے۔

جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ دین عام ہے، شریعت اور اس جیسے کلمات مفردہ خاص ہیں۔ تاج کی اضافت شریعت کی جانب کر کے اس کا اطلاق حضور ﷺ کے علاوہ پر کرنا حرام ہو گا تو تاج اور ان جیسے الفاظ مفردہ مترادفہ کی اضافت شریعت اور اس کی طرح کے کلمات مفردہ مخصوصہ مترادفہ کی طرف کر کے حضور ﷺ کے ماسوا پر حمل کرنا بھی حرام ہو گا۔ جب شریعت کی جانب اضافت کر کے ماسوا رحمتہ اللعالمین ﷺ کے ان اصطلاحات کا حمل کرنا حرام ہے تو دین کی جانب اضافت کر کے غیر انبیاء پر ان اصطلاحات مفردہ کا اطلاق کر کے استعمال کرنا بدرجہ کمال و اتم حرام ہو گا۔

اب معترضین علمائے جامعہ نظامیہ حیدر آباد کی حماقت، جہالت، خباثت اور بے وقوفی و بے علمی کا کھلی آنکھوں نظارہ کیجئے اور جتنا چاہیں ان کی قابلیت، جہالت پر ماتم کر لیجئے اور ان کی نمک حلالی کا تماشہ دیکھئے۔ یہ حضرات بانیٔ جامعہ نظامیہ حیدر آباد پر "شیخ الاسلام" کا اطلاق کرتے ہیں جیسا کہ مطلع الانوار میں ہے و دیگر کتب و تصانیف میں بھی ہے۔

"شیخ الاسلام" (مطلع الانوار/ ۱۵ مصنفہ مفتی رکن الدین صاحب) اسلام قانون کا نام ہے، قانون کا استاد ہونا حقیقۃً محال ہے۔ دوسرا معنی ہو گا قانون کا بزرگ اور قانون کا اصلاً کوئی بزرگ نہیں ہوتا ہے، یہ بھی
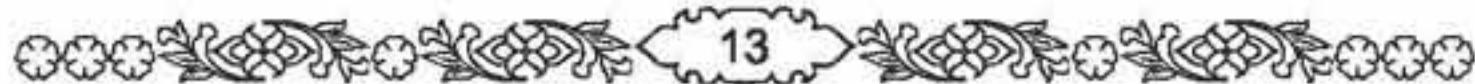
محال ہے تو جس طرح تاج الشریعہ کا ماسوا پر اطلاق حرام ہوگا بعینہ "شیخ الاسلام" کا اطلاق بھی حرام ہوگا۔ اسی طرح تاج الاسلام، فخر الاسلام، حجۃ الاسلام، شمس الاسلام، قمر الاسلام، نور الاسلام اور نجم الاسلام وغیرہ وغیرہ کا اطلاق بھی حرام ہوگا۔ بانیٔ جامعہ نظامیہ کی حیات میں استعمال کیا گیا مگر انہوں نے منع نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا اور جتنے لوگ لکھتے چلے آ رہے ہیں سب نے بقول معترضین علمائے نظامیہ فعل حرام کا ارتکاب کیا اور مجرم قرار پائے۔

۱۔فخر الاسلام بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ

۲۔شیخ الاسلام کا اطلاق صاحب ھدایہ پر بھی کیا گیا المتوفی ۵۹۳ھ

۳۔ابن تیمیہ کو بھی اس کے حوارین نے شیخ الاسلام کہا اور آج بھی کہہ رہے ہیں

۴۔امام غزالی پر بھی حمل ہوا ہے

بلکہ شیخ الاسلام کا اطلاق کثرت سے ہے۔سب کو فعل حرام کا حامل کہیے، دم ہے تو اعلان کیجئے کہ جن لوگوں نے اس کا استعمال کیا ہے سب کے سب فعل حرام مرتکب اور گنہگار ہیں۔تھوڑی بھی غیرت اور حیا باقی ہے تو اس گناہ کے پاداش میں بانیٔ جامعہ نظامیہ مفتی رکن الدین محدث دکن و دیگر ان علماء جامعہ نظامیہ کی مداحی ترک کر دیجئے۔جنہوں نے "شیخ الاسلام" کا استعمال کیا اور آج تک کر رہے ہیں اور اس سے خود برات کا اظہار کیجئے۔

گروپ بانیٔ جامعہ اور مادر علمی جامعہ نظامیہ کی عظمت و رفعت کیلئے بنایا تھا مگر افسوس صد افسوس ان کو ہی ننگا کر گئے، ان کی عزت و آبرو کی گردن کاٹ کر بے گوروکفن لاش کو تڑپتا بلکتا چھوڑ کر چل دیئے، یہی ان کے احسانات کے شکر گزاری کا تمہارے یہاں طریقہ ہے۔شاید بانیٔ جامعہ نظامیہ کی روح کہہ رہی ہو کہ:

تم نے میری وفا کا یہ اچھا صلہ دیا　　　زخم جگر کو دید کے قابل بنا دیا

اس بات سے واقفیت مل گئی کہ شریعت، اسلام، ملت، مذہب، مترادف الفاظ ہیں اب ''تاج الشریعہ'' کہیے یا ''شیخ الاسلام'' کا اطلاق کیجیے یا ''فخر ملت'' ] بولئے قریب قریب اطلاقات کا معنی ایک ہی ہوگا، دو نہیں۔ معترض کے اعتراض کی روشنی میں ہر ایک کا اطلاق حرام قرار پائے گا، مثلاً سراج ملت، تاج ملت، امیر ملت، فخر ملت، قمر ملت، مجیب ملت، مقصود ملت، جان ملت، عطاء ملت، تاجدار ملت، امام ملت، شیر ملت، نجم ملت کا اطلاق بھی حرام ہوگا۔ جب یہ تمام اطلاقات حرام ہونگے تو دین کی طرف منسوب کرکے استعمال بھی بکمال تمام حرام ہوگا۔ جب کہ عرف عام میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوتا رہا ہے مگر آج تک حرمت کا قول کسی نے نقل نہیں کیا ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کہنے والا مطلق جاہل ہے ذرا بھی علم و شعور سے آشنائی نہیں ہے ورنہ اتنی فحش غلطی کا شکار نہیں ہوتا۔ اتنا بڑا نادان و بے وقوف ہے کہ اس کو اپنے مادر علمی کے بانی و مبانی کے شجرۂ نسب کی بھی خبر نہیں ہے۔ اک ذرا بانیٔ جامعہ نظامیہ کے شجرۂ نسب کو سرمۂ نظر بنالیا جائے تاکہ معترض کی جہالت کا قاری کو، خود معترض کو بھی کامل ادراک حاصل ہو جائے اور دوبارہ کبھی بھی اس طرح کی نازیبا حرکت کرنے کی جسارت نہ ہو سکے۔

**شجرۂ نسب بانیٔ جامعہ نظامیہ پر نظر:**

محمد انوار اللہ بن ابوشجاع الدین بن قاضی سراج الدین بن بدر الدین بن برھان الدین بن سراج الدین بن تاج الدین بن قاضی عبد الملک بن تاج الدین بن قاضی محمد قمر الدین بن قاضی محمد کبیر الدین بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود بن قاضی احمد بن قاضی محمد بن قاضی محمد بن یوسف بن زین العابدین بن نور الدین بن شمس الدین بن شریف جہاں بن صدر جہاں بن اسحاق بن مسعود بن بدر الدین بن سلیمان بن شعیب بن احمد بن محمد یوسف بن شہاب الدین (مطلع الانوار ص: ۷ ار مصنفہ مفتی رکن الدین)

”تاج الشریعہ“ کا اطلاق ماسوا حضور ﷺ کے حرام کہنے والوں سے مطالبہ ہے کہ یہاں بھی حرام ہونے کا اعلان کرو۔ اول ہی بتایا جاچکا ہے کہ شریعت خاص ہے دین عام ہے، یہاں تاج کی اضافت شریعت کی جانب ہے اور ہاں دین کی طرف ہے اور یہ فرق بھی اعتباری ہے۔ اس کا اطلاق ماسوا پر حرام ہے تو اس کا اطلاق بدرجہ اتم حرام ہوگا۔ جب کہ اس کے حمل کا سلسلہ جاری ہے کسی نے انکار نہیں کیا بانئ جامعہ نے بھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی بلکہ اپنی جگہ برقرار رکھا اس کو بیان کیا۔ جب عام کی جانب منسوب کر کے ماسوا پر اس کا حمل جائز ہے تو کیا وجہ کہ شریعت کی جانب منسوب کر کے غیر اللہ پر اس کا حمل حرام ہوگا؟ یقیناً کہنا پڑے گا کہ حرام نہیں ہے ورنہ بانئ جامعہ نظامیہ اور ان کے اہل خانہ وخاندان، اکابرین واصاغرین، احباب واقرباء، معاصرین ومحبین، شاگردومریدین فعل حرام کے زمرے میں شامل ہو کر مجرم گردانے جائیں گے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ: ”نادان دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہوتا ہے۔“ یہ نادان واحمق شاگرد ہی کا کام تو ہے کہ اپنی جہالت، حماقت، سفاہت، کورچشمی، کم عقلی، گھامڑپن، بے شعوری کے باعث نہ آگے دیکھا نہ پیچھے دیکھا، نہ اپنی خبر نہ باہر کا پتہ، بالکل صم بکم عمی فھم لا یعقلون ولا یفھمون ولا یبصرون ولا یسمعون۔

اب عالم کیا ہوگا اس کے سوا کہ جو کچھ چاہے گا کرے گا۔ ان تمام صفات سے متصف ہونے کے باوجود جو جہالت مطلقہ کی پہچان ہوتی ہے علامہ، فہامہ، محقق، مدقق، رازی، غزالی سے کم خود کو سوچتے ہی نہیں۔ کیا تھا آؤ نہ تاؤ دیکھا فٹافٹ حرمت کا حکم لگا دیا اور ”تاج الشریعہ“ کو نشانۂ تنقید بنا کر اتنے آپے سے باہر آ گئے کہ نیٹ فیس بک اور واٹس ایپ پر شائع کر دیا۔ یہ یقین کرتے ہوئے کہ اس کا کسی کے پاس جواب نہیں ہوگا لیکن اس کو کہاں پتہ تھا کہ جہاں سنگ باری کرنا چاہتا ہے وہ کوئی شیشے کا گھر نہیں بلکہ متزلزل نہ ہونے والے فولادی وآہنی، مضبوط ومستحکم اور مسخر نہ ہونے والے بے
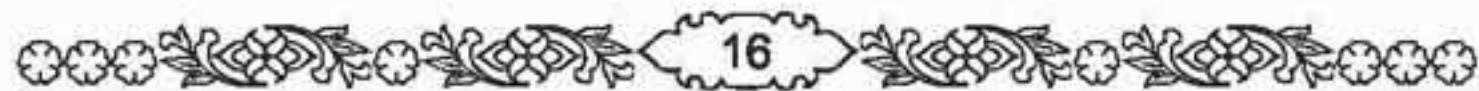
مثال و بے نظیر قلعہ کا نام "تاج الشریعہ" ہے۔ اس گروپ کے علمائے جامعہ نظامیہ سوال ہے کہ تم نے پتھر کہیں اور پھینکنے کی کوشش کی مگر زد پہ تمہارا ہی ممدوح آ گیا۔ ہے دم ہے تو بچا کر دکھاؤ ہرگز ہرگز نہیں بچا سکتے ہو۔

ایک سوال ہے کہ کیا صرف حضور ازہری میاں کیلئے استعمال کرنا حرام ہوگا یا سب کیلئے ہوگا؟ اگر سب کیلئے ہے تو بانگ دھل کہو کہ بانیٔ جامعہ اوران کے سارے احباب نے ان اصطلاحات کے ذریعہ جو نام رکھا ہے سب نے فعل حرام کا ارتکاب کیا ہے اور وہ لوگ عند اللہ مجرم ہیں، تو انصاف برابر کا ہوگا بلکہ اس سے قبل بھی نام و خطاب ہے۔ حضرت نظام الدین، بابا فخر الدین، بابا تاج الدین، شہاب الدین، رضی الدین، یہ سب نام اولیاء کاملین کے ہیں اس کو بھی حرام کہنا پڑے گا۔ اس کے بعد دنیاں کو پتہ چل جائے گا اور تجھے بھی احساس ہو جائے گا بریلی پر انگشت نمائی کا انجام کیا ہوتا ہے۔



تمہاری اس گھناؤنی حرکت سے بانیٔ جامعہ نظامیہ کو کتنا بڑا صدمہ پہونچا ہوگا، معلوم ہے ان کی روح کہہ رہی ہوگی کہ کتنا بڑا پاگل ہے، ایک طرف تو میری تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہا ہے اور دوسری جانب فعل حرام کا مرتکب بتا کر میری اور میرے پورے خاندان کی مٹی پلید کر دی ہے۔ اس کو وفاداری کا نام دیا جائے یا غداری سے تعبیر کی جائے؟

جس تھالی میں تم نے کھایا اس میں روزن کرنے میں بھی تم نے تامل نہیں کیا ایسے ہی بے بنیاد بچوں کو نمک چٹا کر مار دیا جاتا ہے۔ اگر شرم و حیا کا ذرہ برابر بھی حصہ باقی ہوگا تو چلو بھر پانی میں ڈوب مر جاؤ گے۔ کتے میں بھی اتنا شعور ہوتا ہے جس کے باعث اپنے بیگانے کی تمیز کر لیتا ہے، غداروں پہ بھونکتا ہے اپنوں سے پیار کرتا ہے، مگر تم لوگ تو اس سے بھی گئے گزرے ہو کہ چلے تھے کسی کا دامن تار تار کرنے لیکن عقل و خرد سے ماورا ہو کر اپنے ممدوح کے دامن کو چاک کر ڈالا
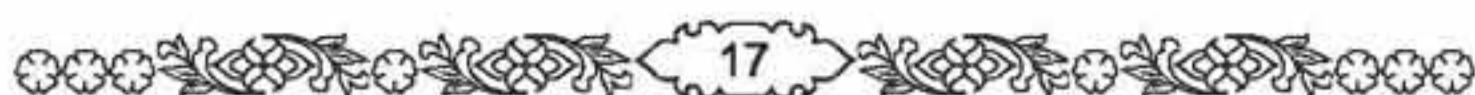
اور انہیں بر سر عام ننگا کر دیا۔ ہائے رے ظالم! یہ تو نے کیا کر دیا، چہرہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رکھا۔ یہ سب جو کچھ ہوا اس میں تیری ذات کا کوئی قصور نہیں بلکہ تیرے فہم فاسد و ادراک ناقص اور جہالت محضہ کی غلطی ہے۔ جا! اول فرصت میں توبہ کر سچ بولنے کی تربیت لے زر کا غلام مت بن بلکہ امام الانبیا ﷺ کا غلام بن تا کہ زمانہ تجھے امام بنانے، ماننے پر مجبور ہو جائے۔

حافظ جعفر صاحب گجراتی کا بیان ہے کہ ۱۸ ارگست ۱۹۸۴ء میں گجرات کے علاقہ ضلع جونا گڑھ کی جامع مسجد میں بزم رضا کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں بے شمار علمائے کرام و مفتیان ذوی الاحترام و مشائخین نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں ہی تمام علماء و مفیان و مشائخ نے اتفاقی طور پر "تاج الاسلام" کے لقب سے ملقب کیا اور ایک تاج زیب سر کیا۔ مزید خطاب کا بھی اعلان اس ممبر سے ہوا۔ مثلاً فقیہ الاسلام، معراج العلماء، تاج الاسلام وغیرہ وغیرہ

عالم اسلام کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اس وقت سب سے بڑا عالم، سب سے بڑا مفتی، محدث، مفسر، فقیہ، مفکر، مدبر، محقق، زھد و ورع کا مالک، کوئی ہے تو وہ ذات جانشین مفتیٔ اعظم ہے۔ بلاشبہ تاج شریعت کہنا انہی کو زیبا ہے۔ سارے موجود اکابرین، معاصرین اور اصاغرین نے اس کی تصدیق کی۔ اب معترضین اندر کے ہوں یا باہر کے، مفسد ہوں یا حاسد، ان حوالجات سے اس کا مکروہ چہرہ سامنے آ جاتا ہے اور اس کا باطل ہونا آشکار ہے۔ اس کے باوجود بھی وہی کریں گے کیونکہ: "بے حیا باش ہر چہ خواہی کن"۔

کسی نے گروپ کے متعلق لکھا تھا کہ یہاں بھی باغی موجود ہے تو اس کو کھل کر سامنے آ جانا چاہئے انتظار رہے گا۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

حسد کی دو قسمیں ہیں۔ایک محمود، دوسرا مذموم۔حصول نعمت کا متمنی ہونا ایک عمدہ اور بہترین فعل ہے اس لئے اس کو محمود کہتے ہیں۔کسی کی عظمت ورفعت اور سطوت وشوکت دیکھ کر جلنا، ایک بدترین فعل ہے جس کو مذموم سے تعبیر کرتے ہیں اس حسدِ مذموم سے متعلق قرآن ناطق ہے۔ومن شر حاسد اذا حسد (القرآن) تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔صاوی میں ہے۔الحسد تمنی زوال نعمۃ المحسود عنہ (حاشیہ جلالین) خزائن العرفان میں ہے۔حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوالِ نعمت کی تمنا کرے یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں جو نبی کریم ﷺ سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید ابنِ عاصم یہودی۔حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا اور زمین میں قابیل سے (خزائن العرفان۔۸۸۰) اس حسد نے نہ جانے کتنے چمن کو تاراج کر دیا، اور آج بھی کر رہا ہے۔بڑے بڑے سورماؤں کی کشتیاں اس بحرِ بیکراں میں ڈوب گئیں۔علوم وفنون کے آسمان وہمالہ کے رفعت وعظمت کا دامن اس خارِ مغیلاں سے تارتار ہو گیا۔زہد وتقویٰ کے اوجِ ثریا پر گامزن وجود کو اس نے فنا کے گھاٹ اُتار دیا۔اہلِ ہنر صاحبِ فن کے محاسن وکمالات پر جب قبضہ جمایا تو اس کو دیمک کی طرح چاٹ کر ختم کر دیا اس مہلک بیماری مجس کو اپنا شکار بنایا اس کی ہلاکت خیزی سے اس کا باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔یہود ونصاریٰ کی مثال سامنے ہے، ابلیس کی بربادیوں کے فسانے عام ہیں ، ماضی قریب میں محدث بریلوی کے حاسدین ومعاندین کا انجام نگاہوں کے سامنے ہے۔اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کسی نے خوب کہا ہے کہ ۔۔۔سب اُن سے جلنے والوں کے گُل ہو گئے چراغ احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

دورِ حاضر میں حاسدین ومعاندین کی نگاہِ حسد کا مرجع ومرکز وہ بنا ہوا ہے جو ایک ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت ، بے نظیر وفقید المثال ذاتِ ستودہ صفات، جلوت وخلوت کا بدرِ منیر، داعیٔ اعظم دینِ ربِّ قدیر، بالغ نظر فقیہ، راسخ القوی مفسّر، نکتہ دان ونکتہ ساز محدث، قادر الکلام شاعر، نادر المثال محقق، فکر وفن کا مہرِ درخشاں، تفکر وتدبر کا نیّرِ تاباں، تصنیف وتالیف کا آفتاب، قرطاس وقلم کا ماہتاب، علم وحکمت کا سلطان، مالکِ عشق وعرفان، شریعت کا تاجدار، طریقت کا علم بردار، بحرِ معرفت کا عظیم غوّاص، مزاجِ حقیقت کا ماہرِ نبّاض، رُشد وہدایت کا اختر، وعظ ونصیحت کا سرور، درس وتدریس کا شاہباز، افہام وتفہیم کا بلند وبالا مینار، احقاقِ حق وابطالِ باطل کا مجاہدِ اعظم، گنگائے جلال وجمنائے جمال کا سنگم، فہم وفراست کا گلشن، حلم وبردباری کا درپن، سیرت وکردار کا امام، گدام، بدعت وضلالت کا دافع، پرچمِ ناموسِ رسالت کا رافع، پاسبانِ عقائدِ قوم وملت، ترجمانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حکیم الامت ہیں۔جن کے نیّرِ بار چہرۂ زیبا سے کتنے گم گشتگانِ راہ کو منزل کا پتہ مل گیا ہے، بے شمار بیمار اذہان وافکار صحت وسلامتی کی دولتِ لازوال سے ہم کنار ہوئے ہیں۔مردہ قلوب کو زندگی کی تازگی ملی ہے، پتھر دلوں میں عشق وعرفان کی کھیتیاں لہلہا اُٹھی ہیں، پژمردہ گلستان کی کلیاں تبسّم ریز ہوئی ہیں، جن کے فیضانِ کرم نے جہانِ قادریت ورضویت میں چار چاند لگا رکھا ہے موجودہ عہد میں جن کی ذات مسلّم امام کی حیثیت رکھتی ہے جن سے مراد فخرِ ازہر، غسالِ کعبہ، امام الکل، شیخِ اکبر، تاج الاسلام، قاضی القضاۃ فی الہند، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، مظہرِ شانِ حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند گُلِ گلزارِ مفسّرِ اعظم، تاج الشریعہ ، بدر الطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں المعروف ازہری میاں بریلوی قادری برکاتی رضوی نوری دامت برکاتھم القدسیہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔۔۔اہلِ حق کی شان ہیں اختر رضا سنّیت کی جان ہیں اختر رضا

معاندین وحاسدین کا بُرا ہو کہ اس جامع الصفات وکمالات پر بے جا تنقیدات کے گرد وغبار اُچھال کر ان کی عظمت ورفعت اور عبقریت کو ملیامیٹ کرنے کے درپے ہیں، اس مقام پر اعتراضات وتنقیدات کی نوعیت، اس کی حقیقت وحیثیت کی جھلکیاں، دلائل وبراہین اور شواہدات کی طلعت باریوں میں جلوہ نمائی کی جسارت کروں گا تا کہ حقیقت کی ضیاء بار کرنیں بے نور عقل وخرد کو نور بار بنا دے اور بے ساختہ زبان پر یہ شعر مچل اُٹھے۔۔۔آنکھ والا تیرے جلوؤں کا تماشہ دیکھے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حاسدین کا اعتراض ہے کہ ازہری میاں کو کسی نے تاج الشریعہ کا خطاب نہیں دیا خود سے تاج الشریعہ لکھوا کر شائع کروا دیا اور بذاتِ خود تاج

الشریعہ بن بیٹھے۔ یہ اعتراض سراویوں کا تھا جو سوشل میڈیا پر شائع ہوا تھا (سراویوں کا بکواس) اس اعتراض میں کتنی صداقت ہے اس جائزہ لیتے ہیں۔
حافظ جعفر صاحب گجراتی کا بیان ہے کہ ۱۸ اگست ۱۹۸۴ء کو گجرات کے علاقے کا ایک شہر ضلع جونا گڑھ ہے وہاں کی جامع مسجد میں بزمِ رضا کانفرنس کا عمل انعقاد میں آیا تھا۔ جس میں بے شمار علمائے کرام، مفتیانِ ذوی الاحترام، دانشورانِ قوم وملت اور مشائخینِ عظام کی جلوہ باری ہوئی تھی۔ حضور ازہری میاں دام ظلہ العالی کے دیدار سے شرف یاب ہونے عوام وخواص کا ایک سیلاب اُمنڈ پڑا تھا۔ اس اجلاس پُرنور میں متفقہ طور پر تمام علماء وفقہاء اور مشائخ نے جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند کو تاج الاسلام کے لقب سے مُلقب کیا اور ایک تاج بھی زیب سر ہوا۔ مزید خطاب کا اعلان بھی اس منبرِ رسول سے کیا گیا۔ مثلاً فقیہِ اسلام، سراج العلمائ، تاج الاسلام، وغیرہ وغیرہ۔ حضور سید شاہد میاں قبلہ قاضیٔ رامپور نے کہا کہ عالمِ اسلام کا جائزہ لینے کے بعد علمائے کرام، مفتیانِ دین، اور مشائخینِ زمن کا یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اس وقت سب سے بڑا عالم، سب سے بڑا مفتی، محدث، مفسّر، فقیہ، مفکّر، مدبّر، محقق، زُہد وورع کا مالک کوئی ہے تو وہ ذات جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند کی ہے بلاشبہ تاج شریعت کہنا انہی کو زیبا ہے اس منبرِ نور پر موجود سارے اکابرین واصاغرین اور عوام وخواص نے زوردار نعرے کی گونج میں اس کی تائید وتصدیق کی
(جونا گڑھ کا بزمِ رضا کانفرنس۔ ۱۸ اگست ۱۹۸۴ء) اس بیان سے سراویوں کا ناپاک ومکروہ چہرہ سامنے آجاتا ہے اور اس کے کذب بیانی والی تنقید کا لاشہ تعفن دیتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مقامِ غور ہے کہ جس جگہ تصوف کے بارے میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہاں تزکیۂ نفس کی تربیت دی جاتی ہے۔ تصوف کا جامِ شیریں پلا کر اہلِ صدق وصفا کی صفوں میں لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ پورے ہندوستان میں تعمیرِ انسانیت کے معاملے میں اپنی مثال آپ رکھتا ہے۔ وہاں کے تربیت یافتہ کی زبان پہ کذب بیانی کی غلاظت وہ بھی جس کو اُم الخبائث کہا جاتا ہے۔ واضح ہو گیا کہ یہ ماڈرن تزکیہ اور تصوف ہے جو اسلامی تزکیہ اور تصوف کے کامل برعکس ہے۔ جو یہاں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق ہوتا ہے اس کو صوفی کے لقب سے ملقب کر دیا جاتا ہے۔ اس کو تزکیۂ نفس میں کامل مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ جالیشور کے مناظرے میں دیکھا گیا کہ مجیب الرحمان علیمی جو سراواں کا نمک خوار وفیض یافتہ اور ابو میاں کا مرید ہے۔ بہ بانگِ دہل مسلکِ اعلیٰ حضرت کو ماننے اور اس اصطلاح کے صحیح ودرست ہونے کا اقرار کیا۔ جب کہ اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ مثلاً مسلکِ اعلیٰ حضرت میں سجدۂ تعظیمی حرام ہے لیکن ان کے سینٹر میں اس پر عمل ہے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت میں بے پردہ عورتوں کو مرید کرنا جائز نہیں مگر ابو میاں مصافحہ کرتے ہیں۔ یہاں مزامیر حرام ہے وہاں جائز ہے۔ یہاں تقلید لازم ہے وہاں تقلیدِ شخصی کو نفاقِ خفی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہاں بدمذہبوں سے اختلاط حرام ہے وہاں اعلانیہ پر عمل ہوتا ہے۔ یہاں ضروریاتِ دین کے منکرین پر کفر کا اطلاق ہوتا ہے مگر وہاں اس کو بھی مسلمان گردانا جاتا ہے۔ یہاں ضروریاتِ دین کے قائلین کو اہلِ قبلہ سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن وہاں ایک ہزار مرتبہ بھی اکثر ضروریاتِ دین کا انکار کردے اور کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرتا رہے، ہمارا ذبیحہ کھائے اور ہماری طرح نماز ادا کرے وہ اہلِ قبلہ ہے اور اس کی تکفیر درست نہیں ہے۔ دونوں کی فکروں میں کوئی مناسبت نہیں بلکہ بالکلیہ تضاد ہے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف نظریات کے وکیل ماذون بن کر آئے تھے۔ مگر برسرِ عام کذب بیانی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ میرا دعویٰ متحقق ہو جاتا ہے کہ سراواں میں فراڈ، کذب، دغا اور خلاف امورِ اسلام کو عملی جامہ پہنانے کا نام تزکیہ وتصوف ہے گویا یہاں گمراہیت وضلالت کو ہی لفظِ تصوف وتزکیہ سے تعبیر کرتے ہیں یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے اس کے موجد بھی ابو میاں ہی ہوں گے اسلامی تزکیہ وتصوف اس کے برعکس ہے گویا دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ ایک دو مثال مزید پیش کر دوں تا کہ میری بات کا وزن برقرار رہے۔ ٹیلی گرام خامہ تلاشی میں جب گفتگو ہو رہی تھی اس وقت شاھد رضا سیتا مڑھی کا حمایتی مضمون ابو میاں سے متعلق آیا تھا جس میں اس نے ذکر کیا کہ نہ میں ابو میاں کا مرید ہوں نہ معتقد نہ ہی ان کو جانتا ہوں۔ جب تحقیق کیا تو پتہ چلا کہ ابو میاں کا مرید ہے۔ جب سوال کیا کہ کیا آپ وہی شاھد نہیں ہیں جو ڈاکٹر نجم القادری دامت برکاتھم القدسیہ کے گاؤں کے باشندہ ہیں سکت لیکت کے دائرے میں آگئے البتہ اتنا کہا کہ میرا گھرانہ وہ ہے جس پر مفتیٔ اعظم کو فخر تھا وہ برابر میرے گھر آیا کرتے تھے اس وقت۔ تو جواب دیا تھا کہ تمہارے آباء اس لائق ہوں گے۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بھی صریح جھوٹ ہے یہ سراویوں کا تزکیہ وتصوف ہے۔ جب چیلوں کا یہ کمال ہے تو اس کو ٹریننگ دینے والے گروہ کے فراڈی تصوف کا کیا کمال ہوگا۔ اسی

درویشی کو دیکھ کر ڈاکٹر اقبال کو کہنا پڑا تھا۔۔۔الٰہی تیرے یہ سادہ دل بندے کہاں جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

آج امامِ علم وفن اور مظہرِ امامِ علم وفن پر تنقیدات کی یلغار دیکھ کر کہنا پڑ رہا ہے کہ۔۔۔شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے دیوارِ آہنی پر حماقت تو دیکھئے

حضور تاج الشریعہ کے لئے تو یہ خطاب سراویوں کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا ہے جو ہر اعتبار سے اس کے لائق ہیں مگر ایک جاہل، علومِ شریعہ سے ناواقف کو داعیٔ کبیر کہنا، اہلِ کشف میں شمار کرنا اور صاحبِ میزان الشریعہ کے تفرّد کو حجت تسلیم کرتے ہوئے تمام اولیائے کاملین، صوفیائے ربانیین کو غیر مقلد قرار دینا اس کے تحت ضمناً وکنایۃً ابو جیسے جاہل کو بحرِ چشمانِ نبوت سے آخذ بتانا اس کے ذریعے اس پر مجتہدِ مطلق کا اطلاق کرنا اور مجتہد فی الشرع کے حدود میں داخل کرنا ماضی قریب کے تمام صوفیاء کو عیش وعشرت پرست ثابت کرنا ایک جاہلِ محض کو اس پر مقدم کرنا جہالت وخباثت اور رزالت وکمینگی، اور طغیانی وسرکشی کا باعث نہیں ہے۔ جسے کل تک کوئی جانتا نہ تھا راتوں رات داعیٔ کبیر بن بیٹھا۔ دیکھ لیا ہوگا معترض کی حقیقت وحیثیت بعینہٖ ناصر رامپوری، ابو عمر بھنگی، نوشاد چشتی عنادی، ذیشان مصباحی خرافاتی کی حقیقت وحیثیت ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔